”ہدایت المریدین وارشاد السالکین“۔۔۔۔ایک جائزہ

(A Review of the Book “Hidayat-ul-Murideen Wa Ishad-us-Salikeen”)

DOI: https://doi.org/10.54692/nooretahqeeq.2022.06031806

ڈاکٹر محمد شاہ کھگہ

Dr. Muhammad Shah Khagga
Assistant Prof., Department of Persion,
Govt. Guru Nanak Graduate College, Nankana Shahib

Abstract:
Islam has different sufi orders, of which the Qadiriya order holds a unique position due to its emphasis on worship and prayers in a specific manner. The book titled ‘Hidayat-ul-Murideen Wa Irshad-us-Salikeen written by Hazrat Syed Musa Pak Shaheed Gillani (R.A.) throws light on various aspects of sufism. Syed Musa Pak Shaheed Gillani (R.A) was an eminent sufi and descendant of Sheikh Abdul Qadir Gillani. This book consists of Arabic prayers to be used on different occasions, happenings and to seek guidance from God. Its original text is in Arabic and Persian. Prof. Dr. Khaliq Dad Malik has translated it into Urdu whereas Syed Said Ali Sani Gillani has edited it. The practices, aspects, procedures and prayers with special reference to sufism have been presented in the book.

Keywords:
Sufism, Mysticism, Qadiriya, Hidayat-ul-Murideen Wa Irshad-us-Salikeen, Syed Musa Pak Shaheed Gillani, Sheikh Abdul Qadir Gillani, Prayers, Prof. Dr. Khaliq Dad Malik, Syed Said Ali Sani Gillani.

اسلام کی ترویج میں ساداتِ گیلانیہ نے بڑی مشکلات کا سامنا کیا، زہد و عبادت اور مجاہدۂ نفس میں بھی سلسلہ قادریہ تمام سلاسل سے مشکل ہے۔ سلسلۂ قادریہ میں اوراد و وظائف میں بڑی پابندی کرنا ہوتی ہے۔ انسانی جسم خاکی اور فانی ہے لیکن روح ابدی اور لافانی ہے۔ ذکر خدا تعالیٰ سے روح کو لطیف سے لطیف بنایا جاتا ہے۔ رات کے وظائف، تہجد کے وقت کے اوراد اور دعائیں کرنا سلسلۂ قادریہ کا معمول ہے، ایک شیخ جب مرید کو ان مراحل سے گزارتا ہے تو روح کی کثافتوں کو جہد اور مجاہدہ ہی دور کرتا ہے۔ حضرت سید موسیٰ پاک شہید گیلانی ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کی زیر نظر کتاب ہدایت

المریدین وارشاد السالکین مریدین کی تربیت وراہنمائی ہی کے لیے ہے۔ اس میں شب بیداری، قیام تہجد اور اسماغوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ورد، عبادت کرنے کا طریقہ وغیرہ شامل ہے۔

علم تصوف اور صوفیا کی شب بیداری اور وظائف بے معنی ہو جاتے ہیں اگر خلوص نیت نہ ہو۔۔۔ اوراد و وظائف اور شب بیداری، روح کو لطیف نہیں کرتے، نماز تہجد اور مراقبے روحانی معراج کا ذریعہ بالکل نہیں بنتے، جب تک نیت میں اخلاص نہ ہو۔(۱)

یہ حکمت ملکوتی یہ علم لاہوتی
حرم کے درد کا درماں نہیں تو کچھ بھی نہیں
یہ ذکر نیم شبی یہ مراقبے یہ سرور
تری خودی کے نگہباں نہیں تو کچھ بھی نہیں
خرد نے کہہ بھی دیا لا الہ تو کیا حاصل
دل و نگاہ مسلماں نہیں تو کچھ بھی نہیں (۲)

انسانی روح اپنی اصل میں واصل ہونا چاہتی ہے، "روح" خدا تعالیٰ کا امر ہے اور اس کے متعلق جاننے کے لیے عقل اور شعور بے بس اور عاجز ہیں، روح کی حقیقت کے بارے میں گفتگو کرنا بہت مشکل ہے اسی وجہ سے دانشوروں اور عقل مندوں نے اس پر گفتگو نہیں کی۔ اللہ تعالیٰ نے روح کو بڑی اہمیت دی ہے اور یہ کہہ کر مخلوق پر کم علمی کی مہر ثبت کر دی ہے "تمہیں اس کا بہت کم علم دیا گیا ہے۔"

اسی طرح ایک گروہ نے پوچھا، روح بدن میں داخل ہے یا خارج، متصل ہے یا منفصل؟ امام غزالی نے جواباً کہا:

"روح نہ تو بدن میں داخل ہے نہ خارج، نہ بدن کے ساتھ متصل ہے نہ منفصل کیوں کہ یہ صفات جسم سے متعلق ہیں اور روح جسم نہیں۔"(۳)

حدِ ادراک سے باہر ہیں باتیں عشق و مستی کی
سمجھ میں اس قدر آیا کہ دل کی موت ہے دوری!(۴)

حضرت پیر سید نصیر الدین نصیر گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب "راہ و رسم منزل ھا" میں روح سے متعلق کچھ اس طرح فرماتے ہیں: "جب روح کے متعلق مکان معلوم نہیں کہ جسم کے کس مخصوص حصے میں اس کا قیام ہے تو معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ کیفیت اور مکانیت سے برتر اور پاک ہے۔ لہذا وہ مکان اور کیفیت سے موصوف نہیں بلکہ روح جسم میں اس طرح موجود ہے کہ اس سے جسم کی کوئی شے خالی نہیں، ایسے ہی اللہ تعالیٰ ہر مکان میں موجود ہے، کوئی مکان اس سے خالی نہیں اور ساتھ ہی وہ زمان و مکان سے منزہ بھی ہے۔"

مولانا روم فرماتے ہیں:

اتصال بے تکیف بے قیاس
ھست رب الناس را با جان ناس[۵]

"رب العالمین کا مخلوق کی جان سے ایسا اتصال ہے، جو قیاس اور کیف و کم کے پیمانوں میں نہیں تولا جا سکتا۔"

حضرت سلطان المشائخ سید نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی دہلویؒ کے متعلق روایات میں ہے، آپ سے کسی نے سوال کیا کہ اگر اللہ تعالیٰ کا اس کائنات میں وجود ہے تو پھر وہ کہاں ہے؟ یعنی اس کی نشاندہی کی جائے۔ آپؒ نے ارشاد فرمایا:

> "پہلے تم اپنے جسم میں موجود روح کی نشاندہی کرو کہ وہ کس عضو میں موجود ہے اور کس میں نہیں۔ کہنے لگا کہ روح تو پورے جسم انسانی میں موجود ہوتی ہے مگر کسی عضو میں اس کے وجود کا تعین نہیں کیا جا سکتا۔ آپ نے فرمایا کہ اسی طرح خالقِ کائنات، کائنات میں موجود ہے مگر کسی شے اور مقام میں اس کا تعین اور نشاندہی نہیں کی جا سکتی۔[۶]

گویا بقول بابا فغانی شیرازیؒ:

مشکل حکایتست کہ ہر ذرہ عین اوست
اما نمی توان کہ اشارت بہ او کنند

روح انسانی جو اپنی اصل سرشت کے لحاظ سے ایک لطیف و نورانی مخلوق ہے اس کا اصل مقام عالم ارواح ہے۔ جہاں وہ خدائے متعال کی محبت اور ذکر و فکر کی سعادت سے بہرہ ور تھی اور تمام روحانی معائب اور اخلاقی رذائل سے پاک تھی جن کا گھر ناسوت یعنی عالم اجسام ہے لیکن جب وہ بہ مشیت خداوندی جسم عنصری سے متعلق ہو کر عالم اجسام میں آئی تو یہ لازمی امر تھا کہ اس کی ان سابقہ سعادات میں کمی آجائے جو عالم ارواح میں اسے میسر تھیں۔ بغض و نفاق، نزاع و فساد، تکبر و کینہ وغیرہ جو کہ عالم سفلی سے ہیں اور یہ ایک بدترین نقصان و خسران کی حالت ہے، جس کو عوام کی ارواح محسوس نہیں کرتیں، جو کہ اپنے مشاغل کی مستی میں غافل ہیں۔ لیکن جو قلب بصیر اور نفس عبرت گیر رکھتا ہے یا پیر کامل کی تربیت نے اس کے دل سے حجاب غفلت اٹھا دیا ہے۔ اس کی روح تڑپتی ہے کہ وہ کس اعلیٰ مقام سے تنزل کر کے کس ادنیٰ عالم میں اتر آئی ہے اور کیسی کیسی سعادتوں سے محروم ہو گئی ہے اور کیسی آلودگیوں میں گھر گئی ہے۔ ایسی روح لطیف اور پاکیزہ ہوتی ہے اور وہ اپنے مقام کو محسوس کر کے دست تاسف ملتی ہے اور روتی ہے:

طائر گلشن قدسم چہ دہم شرح فراق
کہ درین رامگہ حادثہ چون افتادم[۸]

(حافظ شیرازیؒ)

لسان العصر سید اکبر الہ آبادی اسی موضوع کے متعلق کچھ اس طرح فرماتے ہیں:

کچھ نہ پوچھ اے ہم نشین میرا نشیمن تھا کہاں؟

اب تو یہ کہنا بھی مشکل ہے وہ گلشن تھا کہاں؟(۹)

سید موسیٰ پاک شہیدؒ نے اپنی اس کتاب میں مریدین کی تربیت، اورادو وظائف، مجاہدہ اور ریاضت کرنے کے طریق بتائے ہیں، جس سے روح لطیف تر ہو جاتی ہے، اس کے لیے راتوں کو جاگنا، نوافل پڑھنے، اٹھتے بیٹھتے، چلتے پھرتے اور لیٹتے اپنے رب کی تسبیح و تقدیس کرنا مشروط ہے:

الذین یذکرون اللہ قیاماً و قعوداً و علی جنوبھم و یتفکرون فی خلق السموت و الارض، ربنا ما خلقت ھذا باطلاً، سبحنك فقنا عذاب النار۔(۱۰)

"جو اللہ تعالیٰ کا ذکر کھڑے اور بیٹھے اور اپنی کروٹوں پر لیٹے ہوئے کرتے ہیں اور آسمانوں اور زمین کی تخلیق میں غور و فکر کرتے ہیں اور کہتے ہیں اے ہمارے پروردگار! تو نے یہ بے فائدہ نہیں بنایا، تو پاک ہے پس ہمیں آگ کے عذاب سے بچالے۔"

مجاہدہ اور ریاضت دراصل نفس کے خلاف چلنے کا نام ہے۔ ریاضت و مجاہدہ کی کوئی اہمیت نہیں جب تک معرفت نفس حاصل نہ ہو۔ حضرت سید علی ہجویریؒ داتا گنج بخشؒ اپنی کتاب کشف المحجوب میں نفس کے متعلق فرماتے ہیں:

"نفس انسانی قالب کی ایک صفت ہے جیسے حیات اور یہ سب تسلیم کرتے ہیں کہ سب برے اخلاق اور مذموم افعال کا سبب نفس ہے۔ نفس اور روح دونوں قالب انسانی میں نہایت نازک چیزیں ہیں اور ایسے ہی موجود ہیں جیسے کائنات میں شیاطین، ملائکہ، بہشت اور دوزخ۔ نفس کے خلاف چلنا سب عادتوں سے بالاتر ہے اور سب مجاہدوں کا نکتہ کمال ہے۔ مخالفت نفس کے بغیر راہ حق دستیاب نہیں ہوتی۔ نفس کی موافقت باعث ہلاکت اور اس کی مخالفت وجہ نجات ہے۔"(۱۱)

اللہ تعالیٰ نے مخالفت نفس کا حکم دیا ہے۔ نفس کے خلاف چلنے والوں کی تعریف اور موافقت کرنے والوں کی مذمت فرمائی ہے۔ چنانچہ فرمایا:

و اما من خاف مقام ربہ و نھی النفس عن الھوای، فان الجنۃ ھی الماویٰ (۱۲)

"ہاں جو شخص اپنے رب کے سامنے کھڑے ہونے سے ڈرتا رہا ہو گا اور اپنے نفس کو خواہش سے روکا ہو گا۔ تو اس کا ٹھکانہ جنت ہی ہے۔"

انسانی عقل عاجز ہے، وہ امور خداوندی پر بحث نہیں کر سکتی جب تک کہ فضل خداوندی نہ ہو۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے نفس انسانی کو تین نام دیئے ہیں۔ نفس امارہ، نفس لوامہ، نفس مطمئنہ

وما ابری نفسی،ان النفس لامارہ بالسوء الا مارحم ربی،ان ربی غفور رحیم۔ (۱۳)

"میں اپنے نفس (کے شر) سے بری نہیں، بیشک نفس تو بُرائی پر اُبھارنے والا ہی ہے، مگر یہ کہ میرا پروردگار ہی رحم کرے، یقیناً میرا رب بڑی بخشش کرنے والا اور بہت مہربانی فرمانے والا ہے۔"

نفس امارہ جو انسان کو برائی کی طرف اکساتا ہے، اسے اگر حضرت یوسفؑ کا قول تسلیم کیا جائے تو بطور کسر نفسی کے ہے، ورنہ صاف ظاہر ہے کہ ان کی پاک دامنی ہر طرح سے ثابت ہو چکی تھی اور اگر یہ عزیزہ مصر کا قول ہے (جیسا کہ امام ابن کثیر کا خیال ہے) تو یہ حقیقت پر مبنی ہے کیوں کہ اس نے اپنے گناہ کا اور یوسفؑ کو بہلانے اور پھسلانے کا اعتراف کر لیا۔ یہ تو اس نے اپنی غلطی کی توجیہ یا علت بیان کی کہ انسان کا نفس ہی ایسا ہے کہ اسے برائی پر ابھارتا ہے اور آمادہ کرتا ہے یعنی نفس کی شرارتوں سے وہی بچتا ہے جس پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو۔ جیسا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو اللہ نے بچا لیا۔ نفس کے وسوسے تو قرآن مجید سے ثابت ہیں، سورہ قٓ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

ولقد خلقنا الانسان و نعلم ما توسوس بہ نفسہ (۱۴)

"ہم نے انسان کو پیدا کیا ہے اور اس کا نفس جو وسوسے ڈالتا ہے ہم اسے جانتے ہیں۔"

قرآن مجید نفس لوامہ کی قسم کھاتا ہے:

ولا اقسم بالنفس اللوامہ (۱۵)

"اور قسم کھاتا ہوں اس نفس کی جو ملامت کرنے والا ہو۔"

نفس لوامہ بھلائی پر بھی ملامت کرتا ہے کہ زیادہ کیوں نہیں کی اور برائیوں پر بھی کہ اس سے باز کیوں نہیں آتا؟ دنیا میں بھی جن کے ضمیر بیدار ہوتے ہیں ان کے نفس انہیں ملامت کرتے ہیں تاہم آخرت میں تو سب کے ہی نفس ملامت کریں گے۔ اور تیسرے درجے کا نفس جس کو اپنی طرف جنت کی خوش خبری دیتے ہوئے دعوت دی ہے اور اسے مطمئن نفس کہا ہے یعنی بڑے اطمینان والا نفس اور یہی کامل ترین نفس ہے جو شیخ کی نظر سے اور مجاہدہ و ریاضت سے بھی مطمئن ہو جاتا ہے اسے دنیاوی غلاظتوں اور کثافتوں کی بے چینی نہیں وہ اللہ تعالیٰ کا ذکر (الا بذکر اللہ تطمئن القلوب) کر کے اطمینان حاصل کیے ہوئے ہوتا ہے۔

یا ایتھا النفس المطئنۃ،ارجعی الیٰ ربك راضیۃ مرضیہ،فادخلی فی عبٰدی،وادخلی جنتی (۱۶)

"اے اطمینان والی روح، تو اپنے رب کی طرف لوٹ چل اس طرح کہ تو اس سے راضی وہ تجھ سے راضی، پس

تو میرے خاص بندوں میں داخل ہو جا اور میری جنت میں جا۔"

اپنی ذات کو پہچاننا یعنی اپنے نفس سے واقف ہونا اور پھر اپنے رب سے واصل ہونا، یہ راستہ صرف شیخ کی نظر سے طے کیا جا سکتا ہے ورنہ نہیں۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں: جب اللہ تعالیٰ کو کسی بندے کی بہبود و فلاح مقصود ہوتی ہے تو وہ اس کو نفس کے عیب سے آگاہ کر دیتا ہے۔ کشف المحجوب میں نقل ہے حق تعالیٰ نے حضرت داؤدؑ کی طرف وحی بھیجی اور فرمایا: اے داؤد۔۔۔۔۔! "اپنے نفس سے عداوت کر، میری دوستی اس کی عداوت میں ہے"۔ عرفان ذات ضروری ہے کیوں کہ جو اپنی ذات کو سمجھنے سے قاصر ہو وہ دوسرے کو کیا سمجھ سکے گا۔ جب انسان نے معرفت خداوندی کی طرف گامزن ہونا ہی ہے تو پہلے اس کو اپنی معرفت حاصل ہونی چاہیے تا کہ اپنے آپ کو حادث دیکھ کر حق تعالیٰ کو قدیم دیکھ سکے اور اپنی فنا سے اس کی بقا کو سمجھ سکے۔ نص قرآنی اس پر شاہد ہے کہ حق تعالیٰ نے کفار کو اپنی ذات کی جہالت میں مبتلا کیا اور فرمایا:

ومن یرغب عن ملة ابراهیم الا من سفه نفسه (١٧)

"ابراہیم کی ملت سے وہ دستبردار ہوتا ہے جو اپنے نفس سے بے خبر ہے۔"

ایک شیخ کامل نے فرمایا: جو اپنے نفس سے بے خبر ہو وہ ہر چیز سے بے خبر ہے۔ طالبان درگاہ حق کے لیے لازم ہے کہ ہمیشہ روش نفس کے خلاف راستہ اختیار کریں تا کہ روح و عقل کو معاونت ملے۔

خونا بہ دل خور کہ شرابی بہ ازین نیست
دندان بہ جگر زن کہ کبابی بہ ازین نیست
در کنز و ہدایہ نتوان یافت خدارا
در صفحہ دل بین کہ کتابی بہ ازین نیست (١٨)

"دل کا خون پیو کہ اس سے بڑھ کر شراب نہیں۔ اپنے جگر کو کھاؤ کہ اس سے بڑھ کر کباب نہیں کنز و ہدایہ میں خدا تعالیٰ کو نہیں پا سکتا بلکہ اپنے دل کے صفحہ کو پڑھو کہ اس سے بڑھ کر کوئی کتاب نہیں۔"

روح کی لطافت، نفس کی پاکیزگی و طہارت، روحانی معراج اور عرفان ذات شیخ کی نظر سے حاصل ہوتا ہے اور پھر ان سارے مقامات کی کاملیت بلا شبہ حضرت پیران پیر سید عبد القادر گیلانی، غوث صمدانی، شہباز لامکانی کے در سے حاصل ہوتی ہے۔ تمام سلاسل غوث اعظمؒ سے فیض یافتہ ہیں۔ خواجہ خواجگاں خواجہ غریب نواز معین الدین چشتی اجمیریؒ نے بارگاہ غوثیت میں عرض کیا، حضرت مجھے عراق کی ولایت عنایت فرما دیجیے میرے لیے یہ بڑا مقام ہے۔ جناب سید عبد القادر جیلانیؒ نے فرمایا، ملک عراق کی ولایت تو میں شیخ شہاب الدین سہروردیؒ کو عطا کر چکا ہوں، تمہیں ہندوستان کی ولایت مرحمت فرماتا ہوں (یہ سب میرے پروردگار کا کرم ہے) لہٰذا آپ کو سلطان ہند کے نام سے بھی یاد کیا جاتا

ہے۔ثابت ہوا کہ جب تک سلسلہ قادریہ کے شیخ عبدالقادر جیلانی کی خصوصی نظر نہ ہو ولایت کا درجہ ہی نہیں دیا جاتا، حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیٹے شیخ عبدالقادر گیلانی کو خدائے متعال نے بے شمار انعامات سے نوازا ہے۔

عطانی رفعةً نلت المنالی (۱۹)

بلکہ اس خاندان کے ہر فرد کو ہی بارگاہ صمدیت میں اک خاص مقام حاصل ہے۔

"حیات الامیر" معروف بہ محمد غوث بالا پیر گیلانی مؤلف سید افضال حسین گیلانی نے ایک واقعہ کچھ اس طرح رقم کیاہے:"حضرت محمد غوث بالا پیرؒ نے ایک محفل میں فرمایا:

"حضرت خواجہ فرید الدین مسعود گنج شکرؒ نے انتہائی کٹھن اور مشکل مجاہدات میں انتہا وقت صرف کیا اگر فقیر اس دور میں ہوتا تو اس قدر مشکلات کا سامنا نہ کرنے دیتا "ہو" کی ایک ہی ضرب سے "مقام قرب" تک پہنچا دیتا، (بابا فرید صاحبؒ والا کنواں آج بھی اچ میں موجود ہے) یہ فرمان سن کر حاضرین دم بہ خود ہو کر غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پوتے کی شان جلالت ملاحظہ کر رہے تھے۔(۲۰)

جس کا فرمان ہے:

انا الحسنی و المخدع مقامی
و اقدامی علی عنق الرجال (۲۱)

لاہوری اقبال نے فرمایا:

ہجوم کیوں ہے زیادہ شراب خانے میں
فقط یہ بات کہ پیر مغاں ہے مرد خلیق!(۲۲)

پیر سید مہر علی شاہ گیلانیؒ نے ایک محفل میں سیدنا غوث الاعظمؒ محبوب سبحانی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ کی شان بے پایاں کا ذکر فرماتے ہوئے بیان فرمایا کہ بعض سجادہ نشین حضرات کو جناب غوث پاکؒ کا ارشاد قدمی هذا علی رقبۃ کل ولی اللہ (میرا قدم اولیاء اللہ کی گردن پر ہے) اپنے سلسلہ کے اکابرین مشائخ مثل خواجہ بزرگ معین الحق والدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور مجدد الف ثانیؒ وغیرہ کے متعلق گراں گزرتا ہے اس لیے وہ حضرات محبوب سبحانی کے اس قول مبارک کے متعلق مختلف تاویلیں پیش کرتے ہیں۔اس سے ان کا منشاء اپنے مشائخ سلسلہ کی تعظیم اور کمال محبت ہے لیکن ہم ایسا نہیں کر سکتے۔انصاف کرنا چاہیے، یہ امر پایہ ثبوت کو پہنچا ہوا ہے کہ جب یہ کلمہ حالیہ حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے صادر ہوا تھا اس وقت سعید میں حضرت خواجہ اجمیریؒ ایک پہاڑ پر یاد الٰہی میں مشغول تھے۔آپؒ

نے جب غیب سے یہ کلمہ اپنے گوش ہوش سے سنا تو بہ ادب تمام آنکھوں پر ہاتھ رکھ کر فرمایا: علی راسی و عینی" میرے سر آنکھوں پر"۔ بعض حضرات سیدنا غوث اعظمؒ اور حضور غریب نواز اجمیریؒ کی ملاقات بلکہ ہم عصر ہونے سے بھی انکار کرتے ہیں حالاں کہ سلسلہ صابریہ چشتیہ کے مشہور بزرگ حضرت شیخ محمد اکرم صابریؒ نے اپنی مشہور کتاب "اقتباس الانوار" میں حضور غریب نواز اجمیریؒ کی حضور غوث اعظمؒ سے ملاقات اور استفادہ کو محققانہ انداز میں ثابت فرمایا ہے۔

آپ کے فیوض و برکات کا سلسلہ وصال کے بعد بھی بدستور جاری ہے۔اور بفضلہٖ تعالیٰ ہمیشہ جاری رہے گا۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے حضرت علی کرم اللہ وجہ الکریم کو مقام جذب و ولایت کا فاتح اول قرار دیتے ہوئے جناب سیدۃ النساء رضی اللہ تعالیٰ عنہا، حسنین شریفین رضی اللہ تعالیٰ عنہ وبقیہ ائمہ اہل بیت کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اسی نسبت کے اقطاب، بیان فرما کر سیدنا غوث الاعظمؒ کی اس مقام میں ایک خصوصی شان تحریر کی ہے نیز اپنی کتاب "همعات" میں فرمایا:

> "ودر اولیائے امت واصحاب طرق اقوٰے، کسیکہ بعد تمام راہ جذب باکدہ وجوہ، بہ اصل این نسبت (اویسیہ) میل کردہ است ودر آن جا بوجہ اتم قدم زدہ است، حضرت شیخ محی الدین عبد القادر جیلانی اند، ولہٰذا گفتہ اند کہ ایشان در قبر خود مثل احیا تصرف می کنند۔"(۲۳)

"اور امت کے اولیائے عظام میں سے راہ جذب کی تکمیل کے بعد جس شخص نے کامل و مکمل طور پر اس نسبت اویسیہ کی اصل کی طرف رجوع کر کے وہاں کامل استقامت سے قدم رکھا ہے وہ حضرت شیخ محی الدین عبد القادر جیلانیؒ ہیں اور اسی وجہ سے کہتے ہیں کہ آں جناب اپنی قبر شریف میں زندوں کی طرح تصرف فرماتے ہیں۔"

حضرت شاہ ولی اللہؒ ایک اور جگہ فرماتے ہیں:

> "حق تعالیٰ نے آں جناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو وہ قوت عطا فرمائی ہے کہ دور ونزدیک ہر جگہ یکساں تصرف فرماتے ہیں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے ہم عصر اور بعد میں آنے والے تمام اولیائے کرام کے لیے حصول ولایت اور وصول فیض کا وسیلہ کبریٰ اور واسطہ عظمیٰ ہیں۔"(۲۴)

شیخ عبد الحق بلخی نے اپنی کتاب "خوارق الاحباب فی معرفۃ الاقطاب" میں تحریر فرمایا ہے کہ حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک مجلس میں ارشاد فرمایا کہ ڈیڑھ سو سال بعد بخارا میں ایک درویش بہاوالدین نامی پیدا ہو گا، جو ہم سے ایک خاص نعمت کا مستحق ہو گا۔ چنانچہ جب حضرت خواجہ بہاءالدین نقشبندؒ نے میدان سلوک میں قدم

رکھا تو حضرت خضرؑ کے اشارے پر حضرت غوث الاعظمؒ کی روحانیت کی طرف متوجہ ہو کر "الغیاث، الغیاث، یا محبوب سبحانی" پکارتے ہوئے سو گئے اور خواب میں آں جناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فیوض و برکات سے سر فراز ہوئے۔

"روح المعانی" میں حضرت مجددسے نقل ہے کہ قطبیت کبریٰ کا مقام حضرت امام مہدی علیہ السلام تک جناب غوث الاعظمؒ کی ذات بابرکات کے ساتھ مختص ہے۔ حضرت شیخ محمد اکرم چشتی، صابری، قدوسیؒ "اقتباس الانوار" میں آں جناب کے متعلق لکھتے ہیں کہ:

> جس کسی کو ظاہری باطنی فیض حاصل ہوا، سیدنا غوث الاعظمؒ کی وساطت سے ہی ہوا۔ خواہ اسے معلوم ہو یا نہ ہو۔ کوئی ولی آپ کی مہر کے بغیر منظور اور معتبر نہیں ہو سکتا۔ حق تعالیٰ نے آپؒ کو وہ مقام عطا فرمایا ہے کہ تمام تصرفات کی باگ ڈور آپؒ کے ہاتھ میں دے دی ہے، جسے چاہیں کسی منصب ولایت پر مقرر فرمادیں، جسے چاہیں ایک آن میں معزول فرمادیں۔" (ماخذ از "مہر منیر") (۲۵)

اپنی تحریر کو مختصر کرتا ہوں کیوں کہ حضرت پیر سید عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سیرت، تعلیمات اور کرامات پر کئی دفتر درکار ہیں، خدا تعالیٰ بہ حق بنی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم ساری سانسیں اور لمحات سادات کی خدمت میں گزارنے کی توفیق عظیم عطا فرمائے۔

قبلہ اہل صفا، حضرت غوث الثقلین
دستگیر ہمہ جا، حضرت غوث الثقلین
مردہ دل گشتہ ام و نام تو محی الدین است
مردہ را زندہ نما، حضرت غوث الثقلین (۲۶)

سرزمین ہند کفر و گمراہی کا منبع و مرکز تھی۔ ہر زمانے میں دین مبین اسلام کی اشاعت و ترویج کے لیے اولیائے عظام بالخصوص سادات گرامی آتے رہے اور نور اسلام سے اس کفرستان کو ہدایت و روشنی سے مستفید کرتے رہے۔ سید علی ہجویری داتا گنج بخشؒ اور خواجہ غریب نواز سید معین الدین چشتی اجمیریؒ اس خوبصورت کڑی کے نگینے تھے۔ برصغیر پاک و ہند میں تقریباً تمام سلاسل تبلیغ اسلام میں مشغول رہے۔ سلسلہ قادریہ و چشتیہ پیش پیش اور نمایاں رہا۔ حضرت شیخ ابو محمد عبد القادر جیلانی، غوث صمدانی شہباز لامکانی جو دین اسلام کو زندہ کرنے والے تھے۔ دین اسلام کو زندہ و تابندہ کرنے میں آپ کے بعد آپ کی اولاد بھی نمایاں کردار انجام دیتی رہی ہے۔ پاک و ہند میں تقریباً سب سے پہلے سلسلہ قادریہ کے قطب الاقطاب بندگی سید محمد غوث گیلانی حلبی اوچیؒ اشاعت اسلام کے لیے وارد ہوئے تھے۔ آپ عالم شباب میں ہی عرب و عجم اور ترکستان و خراسان کی سیر و سیاحت کرتے ہوئے ہندوستان میں وارد ہوئے اور لاہور کے

محلہ کوفت گراں میں مقیم رہے۔ اسلام کی اشاعت و ترویج کے لیے یہاں مسجد تعمیر کرائی پھر ناگور تشریف لے گئے اور وہاں مختصر قیام کے بعد حلب واپس تشریف لے گئے۔ دوبارہ اُچ شریف وارد ہوئے اور مستقل سکونت اختیار کی۔ آپ کا وصال عہد سکندر لودھی میں ہوا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ شاید آپ خاندان سادات کے عہد میں یا خاندان لودھی کے اوائل میں تشریف لائے ہوں۔ مزار پر انوار اُچ شریف میں ہے۔ (۲۷)

سیدنا محمد غوث حلبی اچویؒ کے چار بیٹے تھے۔ ان میں ایک لاولد باقی تینوں کی اولاد تھی۔ بڑے صاحبزادے سید عبدالقادر ثانی گیلانی اچویؒ کے دو بیٹے تھے۔ ایک کا اسم گرامی سید زین العابدین اور دوسرے سید عبدالرزاقؒ تھے۔ سید زین العابدین کے بڑے مشہور و معروف صاحبزادے سید محمد غوث بالا پیرؒ (م: جمعرات ۵ شوال ۹۵۹ھ) کے نام سے مشہور ہیں۔ آپ کا مزار ستگھرہ ضلع اوکاڑہ کے نواح میں ہے۔ آپ بڑے صاحب کرامات ولی اللہ تھے۔ دریائے راوی، گنجی بار کا علاقہ آپ ہی کے فیض سے مستفیض ہے۔ سید عبدالرزاق گیلانی کے بیٹے سید حامد جہاں بخشؒ کے دو صاحبزادے تھے۔ ایک کا نام سید عبدالقادر ثالثؒ اور دوسرے سید ابوالحسن جمال الدین موسیٰ پاک شہیدؒ ملتانی تھے۔ آپ کا نام سید محمد موسیٰ گیلانیؒ اور کنیت ابوالحسن تھی۔ آپ کی پیدائش مردم خیز خطہ اچ شریف میں ۹۵۲ھ میں ہوئی۔ آپ کا سلسلہ نسب بارہ واسطوں سے سیدنا غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانیؒ سے جاملتا ہے۔ اس کی تفصیل درج ذیل ہے:

سید ابوالحسن جمال الدین محمد موسیٰ پاک شہیدؒ بن سید حامد جہاں گنج بخشؒ بن سید عبدالرزاق گیلانیؒ بن سید عبدالقادر ثانی گیلانیؒ بن سید محمد غوث حلبی اچوی گیلانیؒ بن سید شمس الدین محمد گیلانیؒ بن سید محمد شاہ میرؒ بن شیخ سید علیؒ بن شیخ سید مسعودؒ بن شیخ سید احمدؒ بن سید ابو نصر صفی الدین عبدالسلامؒ بن سید سیف الدین عبدالوہابؒ بن سیدنا غوث الاعظم شیخ عبدالقادر گیلانی غوث صمدانی رضوان اللہ علیہم۔ (۲۸)

ابتدائی تعلیم اپنے والد گرامی سید حامد گنج بخشؒ سے حاصل کی جو علوم ظاہری و باطنی سے لبریز تھے۔ آپ نے اپنے شاگرد رشید کو علم نافع سے سرفراز فرمایا۔ آپ نے شرعی تدریس اور سلوک کے مدارج بھی انہی سے حاصل کیے۔ حفظ قرآن، علم التفسیر والحدیث، فقہ، صرف و نحو، تجوید اور کافیہ وغیرہ بچپن ہی میں نہایت قلیل عرصہ میں مہارت تامہ حاصل کرلی تھی کیوں کہ حضرت سید موسیٰ پاک شہیدؒ کو قدرت نے بہت ہی اعلیٰ جبلی خصوصیات سے سرفراز فرمایا تھا۔ ابھی علم ظاہری کی منزلیں طے کرہی رہے تھے کہ آپ کو حقیقت اور روحانیت کی طرف ایک خاص رغبت ہوگئی تھی۔ کثرت سے تلاوت قرآن، ذکر و فکر اور شب بیداری کی لذتوں سے لطف اندوز ہونا شروع کردیا تھا۔ ساتھ ہی کسی کامل و مکمل ہستی کے ہاتھ میں ہاتھ دینے کے لیے مضطرب و بے قرار ہونے لگے۔ آپ فرماتے ہیں کہ: "آخر کار خلاق عالم نے میری عقدہ کشائی کہ مجھے والد گرامی نے ایک دن بہ حالت ذوق فرمایا کہ آؤ جو فیض مجھے دست بہ دست حضرت جد اعلیٰ سید عبدالقادر جیلانی غوث صمدانی سے ملا ہے وہ حاصل کرنے کے لیے ہاتھ دراز کرو۔ میں نے خوشی سے اپنا ہاتھ والد گرامی کے

دست تصرف میں دے دیا۔ بوقت دستگیری فرمایا کہ جو کچھ کرو گے وہ نقد بہ نقد حاصل ہو گا۔ شریعت و طریقت کو ملحوظ رکھنا۔"

حضرت سید موسیٰ پاک شہید خود اپنے والد گرامی اور شیخ طریقت کا انداز تربیت کچھ یوں بیان فرماتے ہیں: صبح کی نماز کے بعد والد گرامی مجھے اپنے سامنے بٹھا کر وظائف پڑھواتے اور ذکر جہر بطور قاعدہ قادری کرواتے تھے۔ میں ابھی نو سال کا تھا کہ آپ نے مجھے بعض اسماے الٰہیہ اور ادعیہ مسنونہ کی تلقین بھی کی تھی اور میں نے کبھی بھی اس وظیفہ کو ترک نہیں کیا۔ تلاوت کلام پاک و ذکر طیبہ شوق سے کرتا، ذکر کی کثرت اور شوق کا یہ عالم تھا کہ کھانے پینے کی بھی فرصت نہ ملتی، والدہ محترمہ نے والد گرامی کو بتایا کہ ذکر خدا تعالیٰ میں کھانے تک کی پروا نہیں کرتے اور کھانا ٹھنڈا ہو جاتا ہے۔ میں ہر وقت قبلہ والد گرامی کی خدمت میں حاضر رہتا تھا۔ ایک بار والد صاحب نے میری یہ کیفیت اور ریاضت دیکھ کر فرمایا:

"بابا زود شود کہ از دوستان حق شوی"

بابا! جلد وہ وقت آئے گا کہ تمہارا شمار اولیائے حق میں ہو گا۔ (۲۹)

راہ طریقت اور سلوک کی منازل طے کرتے ہوئے بہت سے صوفیاء متزلزل اور لڑکھڑا جاتے ہیں۔ شیخ کامل کی نظر اور توجہ کے بغیر یہ راستہ بڑا کٹھن اور مشکل ہے۔

بہ می سجادہ رنگیں کن گرت پیر مغان گوید
کہ سالک بی خبر نبود ز راہ و رسم منزلہا (۳۰)

حضرت سید موسیٰ پاک شہید ملتانیؒ اپنے اسلاف کے نقش قدم پر چلتے ہوئے راہ طریقت میں پہلے اپنے جد امجد حضرت شیخ سید عبد الرزاق گیلانیؒ سے اکتساب فیض کیا بعد ازاں سلوک و طریقت کی تمام منازل اپنے شیخ و مربی و والد گرامی کی براہ راست نگرانی میں طے کیں۔ سلوک و معرفت میں مقامات بلند اور مدارج ارجمند حاصل کر کے جمال الدین ابو الحسن کا خطاب پایا تھا۔ عبادت و ریاضت اور ارشاد و ہدایت میں یگانہ روزگار تھے۔ حضرت سید ابو الحسن جمال الدین محمد موسیٰ پاک شہید گیلانی ملتانی کا شجرہ نسب ہی آپ کا شجرہ طریقت بھی ہے۔

حضرت سید موسیٰ پاکؒ کو سردار الاولیاء، قطب الاقطاب حضور سیدنا غوث الاعظم قدس سرہ سے خاص محبت اور روحانی تعلق کی دولت حاصل تھی۔ آپ ہمیشہ تصور غوثیت مآب میں مگن رہتے تھے۔ خود ارشاد فرماتے تھے:

"مجھے پیر دستگیر روشن ضمیر سید عبد القادر گیلانی کے شرف زیارت کا بھی فخر حاصل ہے"۔ اور حضرت غوث الاعظمؒ نے فرمایا: "اب مرید کیا کرو۔" آپ بڑے صاحب کشف و کرامات تھے اور شاہی درباروں میں بھی بہ بانگ دہل بات کرتے بلکہ اکبری دربار میں باقاعدہ اذان دلواتے اور خود جماعت کرواتے اور نماز پڑھتے تھے۔ کسی کی جرات نہ ہوتی

تھی کہ مداخلت کر سکے۔ حضرت سید موسیٰ ؒ شریعت کے معاملے میں اس قدر سخت تھے اور اتنے پابند تھے کہ وہ اس معاملے میں بادشاہ کی پروانہ کرتے تھے۔ اکبر بادشاہ کا دین اسلام سے منحرف ہونااور دین الٰہی کے نام پر خرافات اور دربار شاہی کے دیگر معاملات جو دین اسلام کی کھلم کھلا دشمنی پر مبنی تھے، کو دیکھ کر بھلا سید موسیٰ پاک شہیدؒ جیسا اسلامی غیرت و حمیت کا علمبر دار شخص کیوں کر خاموش رہ سکتا تھا؟ چنان چہ آپ نے دربار شاہی کی دین سے بغاوت پر احتجاج بھی کیا۔ دربار میں جب اذان و نماز پر قدغن لگائی گئی تو اس مشکل وقت میں حضرت موسیٰ پاک شہید گیلانیؒ کی ہی ذات گرامی تھی جس نے اکبری جاہ و جلال اور شخصی آمرانہ احکامات کو پس پشت ڈالتے ہوئے جب نماز کا وقت آیا تو اکبر بادشاہ کی موجودگی میں بلند آواز میں اذان دے کر دربار ہی میں باجماعت نماز ادا کی۔ آپ کی اس جرات مندانہ اور بے باک کر دار کے سامنے بادشاہ وقت سمیت کسی کو بھی دم مارنے کی جرات نہ ہو سکی۔

حضرت شیخ محمد موسیٰ پاکؒ گیلانی ایک مدت تک لشکر شاہی میں اسلام کا بول بالا کرتے رہے اور کئی شہر نشینوں کو اس بادیہ پیما کی بدولت روحانی تازگی اور استقامت نصیب ہوئی۔ آپ کچھ عرصہ دکن، فتح پور سیکری اور آگرہ میں رہنے کے بعد دہلی آگئے۔ جہاں ۶ شوال المکرم ۹۵۸ ہجری قمری کو امام المحدثین حضرت شیخ عبد الحق دہلوی نے آپ کے ہاتھ پر بہ امر پدری بیعت کی۔ دہلی سے آپ مستقل طور پر ملتان تشریف لے آئے۔ ملتان میں آپ کا حلقہ مریدین کافی وسیع ہوا اور بلخ، بخارا، توران، ایران، افغانستان، اور ہندوستان تک پہنچ گیا۔ غرض یہ کہ حضرت سید موسیٰ پاک شہیدؒ کی سعی جمیلہ سے پورے براعظم ایشیاء اور بالخصوص بر صغیر پاک و ہند میں سلسلہ عالیہ قادریہ کو قابل رشک حد تک فروغ حاصل ہوا۔ جب آپؒ روحانی اشغال میں مصروف تھے۔ عین اسی وقت لنگاہوں نے آپ کے مریدوں کی بستی پر حملہ کر دیا، آپ نے فرمایا: مجھے اطلاع صحیح ملی ہے یعنی میری رحلت کا وقت آگیا ہے۔ جونہی آپ کی سواری کو ڈاکوؤں نے دیکھا بھاگ گئے۔ سلطان نامی مردود لنگاہ نے چھپ کر تیر مارا جو آپ کے پہلو میں پیوست ہو گیا۔ اسی تیر سے جان بر نہ ہو سکے۔ علوم دینیہ کے ماہر، کلام ربانی کے واقف اسرار، طریقت و حقیقت کے دانائے رموز، حضرت سید محمد موسیٰ پاک شہید ۲۳ شعبان المعظم ۱۰۱۰ ہجری قمری کی رات کو اپنے رفیق اعلیٰ سے جا ملے: "اناللہ وانا الیہ راجعون۔" آپ کا مزار اقدس ملتان شریف میں ہے۔ جہاں آپ استراحت فرما رہے ہیں اس کی ایک روحانی کشش ہے جو حضرت پیر سید خواجہ مہر علی شاہ گیلانی گولڑویؒ سے ثابت ہے۔ فرماتے ہیں: حضرت سید محمد موسیٰ پاک شہید کے مزار میں بڑی کشش ہے۔ پہلی بار جب ملتان گیا تو پاک دروازہ سے گزرتے وقت اچانک میرا رخ کسی غیبی طاقت نے ایک خانقاہ شریف کی طرف پھیر دیا۔ سامنے ایک بڑی اونچی ڈیوڑھی تھی اور آگے دالان تھا۔ جہاں ایک مولوی صاحب غیر مقلدوں کی تردید میں تقریر کر رہے تھے مگر دلائل ایسے بودے اور بے سروپا تھے کہ حیرت ہوتی تھی کہ سامعین سب کے سب غیر مقلد کیوں نہیں ہو جاتے۔ مگر اس اندرونی کشش نے ہمیں وہاں زیادہ دیر رکنے نہ دیا۔ کچھ آگے بڑھے تو حضرت سید جمال الدین محمد موسیٰ پاک شہید کا مزار

پاک نظر پڑا۔ جو معلوم ہوا کہ گیلانی النسب ہیں اور یہ اپنے ہی گھرانے اور خاندان کی کشش تھی جو کھینچے لیے جا رہی تھی۔ حضرت ممدوحؒ نے مزار پاک میں سے فرمایا کہ قرابت کا یہ طریق نہیں کہ نزدیک رہتے ہوئے بھی ملاقات نہ کی جائے۔۔۔۔ سبحان اللہ!!!

اس کے بعد ہمیشہ پاک پتن جاتے ہوئے، حضرت کے مزار پہ حاضری ضرور دیا کرتے تھے۔ القصہ، "ہدایت المریدین وارشاد السالکین" وظائف واوراد اور جملہ اوقات کی دعاؤں پر مشتمل روحانی ووجدانی رسالہ ہے جس کو پڑھ کر ہر قاری راہ ہدایت پا جاتا ہے۔

دستگیر اکر مہر تو مہر علیؒ تے، تیرے باہجھ ہے کون اللہ راسیاں دا

حوالہ جات

۱۔ محمد احمد قادری، سید، کشف المحجوب، لاہور: المعارف گنج بخش روڈ، ۱۹۷۰ء، ص: ۵۷

۲۔ اقبال، علامہ، ضرب کلیم، لاہور: شیخ غلام علی اینڈ سنز، ۱۹۹۲ء، ص:۷۷

۳۔ امام ابن قیم، کتاب الروح، لاہور: المیزان ناشران، ۲۰۰۵ء، ص: ۱۰۲

۴۔ اقبال، علامہ، بال جبریل، ص:۱۱۵

۵۔ مولانا روم، مثنوی معنوی روم (دفتر اول)، اسلام آباد: مرکز تحقیقات ایران وپاکستان، ۱۹۹۷ء، ص:۱۳۱

۶۔ امیر حسن سجزی دہلوی، فوائد الفواد، لاہور: الفیصل ناشران وتاجران، ۱۹۹۵ء، ص:۲۰۷

۷۔ بابافغانی شیرازی، دیوان فغانی، تہران: انتشارات نگاہ، ۱۳۸۱ش، ص:۳۰۱

۸۔ حافظ شیرازی، دیوان حافظ، تہران: انتشارات پیام عدالت، ۱۳۸۷ش، ص:۷۲

۹۔ اکبر الہ آبادی، لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، ۲۰۰۸ء، ص:۳۰۹

۱۰۔ آل عمران:۱۹۱

۱۱۔ محمد احمد قادری، سید، کشف المحجوب، ص:۱۱۵

۱۲۔ النازعات:۴۱

۱۳۔ یوسف:۵۳

۱۴۔ قٓ:۱۶

۱۵۔ القیامۃ:۲

۱۶۔ فجر:۳۰

۱۷۔ البقرہ: ۱۳۰

۱۸۔ عبد الرحمٰن جامی، مولانا، دیوان جامی، تہران: موسسہ انتشارات نگاہ، ۱۳۸۰ش، ص: ۲۴۰

۱۹۔ عبد القادر جیلانی (غوث اعظم)، قصیدہ غوشیہ، لاہور: ضیاء القرآن پبلی کیشنز، ۲۰۰۳ء، ص: ۲۱

۲۰۔ افضال حسین گیلانی، سید، حیات الامیر، (جلد دوم)، اوکاڑہ: ادارہ صوت ہادی شیخو شریف، ۲۰۰۸ء، ص: ۷۷

۲۱۔ عبد القادر جیلانی (غوث اعظم)، قصیدہ غوشیہ، ص: ۲۷

۲۲۔ علامہ اقبال، بال جبریل، ص: ۱۱۷

۲۳۔ موسیٰ پاک شہید گیلانی، مخدوم، ہدایت المریدین وارشاد السالکین (مترجم ڈاکٹر خالق داد ملک)، اکاڑہ: ادارہ صوت ہادی شیخو شریف، ۲۰۱۱ء، ص: ۱۰۷

۲۴۔ شاہ ولی اللہ دہلوی، حضرت، انفارس العارفین، لاہور: تصوف فاونڈیشن، ۲۰۱۱ء، ص: ۹۷

۲۵۔ مہر علی شاہ گولڑوی، پیر، ملفوظات مہریہ، اسلام آباد: مکتبہ مہریہ غوشیہ، ۱۹۸۶ء، ص: ۱۱۲

۲۶۔ موسیٰ پاک شہید گیلانی، مخدوم، ہدایت المریدین وارشاد السالکین، ص: ۲۰۱

۲۷۔ افضال حسین گیلانی، سید، حیات الامیر (جلد دوم)، ص: ۱۰۱

۲۸۔ ایضاً: ص ۱۰۹

۲۹۔ موسیٰ پاک شہید گیلانی، مخدوم، ہدایت المریدین وارشاد السالکین، ص: ۱۹۷

۳۰۔ حافظ شیرازی، دیوان حافظ، انتشارات پیام عدالت، ص: ۵۱